

# پانی کا مسئلہ اور پاک بھارت بے فکری

## انتحار گیلانی

پاکستان اور بھارت کے مابین جامع مذاکرات تحصل کا شکار ہیں، مگر پانی کے مسائل پر گزشتہ دنوں سندھ طاس مشترک کمیشن، کامنی دہلی میں اجلاس ہوا۔ اس اجلاس سے چند روز قبل بھارت کے وزیر ٹرانسپورٹ نیشن گذ کری نے ہر یادہ کے کسانوں کو پانی کی فراہمی کی لیکن دہانی کرتے ہوئے کہا: ”اتراہمنڈ اور ہماچل پردیش میں جلد از جلد زیادہ سے زیادہ ڈیم بنانا کر راوی، بیاس اور ستلچ دریاؤں کے پانی کو بھارت میں ہی زیادہ سے زیادہ استعمال کیا جائے گا۔“ دو سال قبل بھارت نے اوڑی کے فوجی کمپ پر حملے کے بعد پاکستان کی طرف جانے والے دریائی پانی کی تقسیم کے معاملے پر خاصا جارحانہ روایہ اختیار کیا تھا۔ بھارتی وزیر اعظم نریندر مودی نے دھمکی دیتے ہوئے کہا تھا: ”پانی اور خون ساتھ نہیں بہہ سکتے۔“ ۱۹۶۰ء میں طے شدہ سندھ طاس آبی معابدہ، ماضی میں کئی جنگوں اور انتہائی کشیدگی کے باوجود سانس لے رہا ہے، اس کی ازسرنو تشریح کے لیے ایک اعلیٰ سطحی ناسک فورس تشکیل دی گئی۔ اس معابدے کی رو سے بھارتی بخا جاب سے بہہ کر پاکستان جانے والے دریاؤں: بیاس، راوی اور ستلچ پر بھارت کا حق تسلیم کیا گیا، اور کشمیر سے بہنے والے دریا، یعنی سندھ، جہلم اور چناب پاکستان کی ضروریات کے لیے وقف کر دیے گئے تھے۔ ایسے منصوبے جن سے ان دریاؤں کی روائی میں خلل نہ پڑے، اس کی اجازت معابدے میں شامل ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ پچھلے کئی برسوں سے بھارت کے ساتھ تعلقات کے حوالے سے پاکستان کے لیے پانی ایک اہم ایشوکی صورت اختیار کر گیا ہے۔ ۱۹۵۰ء سے قبل پانی کے حصول کے حوالے سے پاکستان خاصی بہتر حالت میں تھا۔ اعداد و شمار کے مطابق فی کس ۵۲۶۰ کیوبک میٹر پانی پاکستان میں دستیاب تھا، جو ۲۰۱۳ء میں گھٹ کرنی کس

۹۶۷ کیوبک میٹر تک رہ گیا۔ یعنی صرف ۲۶ برسوں کے اندر اندر ہی پانی کی دولت سے مالا مال یہ ملک شدید آبی تقلت کے زمرے میں آگیا۔ اس کی وجہ آبادی میں اضافہ، غیر حکیمانہ منصوبہ بندی، پانی کے وسائل کا بے دریغ استعمال، قلیل سرمایہ کاری، موجودہ ذخیروں تربیلا، منگلا اور چشمکش کی بروقت صفائی میں کوتاہی اور اندازے سے بڑھ کر سلسلگ، کے علاوہ ریاست جموں و کشمیر میں پانی کے مرکزی آخذ پر ماحولیاتی تبدیلی بھی شامل ہے۔ وادی کشمیر کے پہاڑوں کی چوٹیوں پر اس سال برف کی صرف ایک بلکل ہی تہہ جھی ہوئی ہے۔ اس کی وجہ موسم سرمایہ میں معمول کی سطح سے نہایت ہی کم برف باری کا ہونا خطرے کی گھنٹی ہے، جسے کشمیر کے شیبی علاقوں بشوں پاکستان کے کسانوں کے لیے فکرمندی کا باعث ہونا چاہیے۔ کشمیر کے ندی نالوں میں اس سال پانی کی سطح بہت ہی کم ہو چکی ہے۔ بھارتی زیر انتظام جموں و کشمیر کے محکمہ آب پاشی نے حال ہی میں ایک باضابطہ ایڈ وائز ری جاری کر کے شمالی کشمیر کے کسانوں کو خبردار کیا ہے کہ ”اس سال دھان کی کاشت کے لیے محکمہ پانی فراہم کرنے کی پوزیشن میں نہیں ہوگا“۔ اس لیے کسان ”دھان کی جگہ کوئی اور تبادل فصل آگاہیں۔ یقینی بات ہے کہ سندھ طاس کمیشن کی مینگ میں یہ ایڈ وائز ری پاکستان کو بھی دی گئی ہو گی۔ محکمہ آب پاشی کے چیف انجینیر شاہ نواز احمد کے بقول: ”دریائے جhelم میں پانی کی سطح ریکارڈ لیوں تک گرچکی ہے۔ سری نگر کے پاس ستمگ کے مقام پر جہاں دریا کی کی سطح اس وقت چھفت ہوئی چاہیے تھی، مخفی ۲۰۰ افٹ ہے۔ ضلع کپوارہ کے ندی نالوں میں ۱۰۰ افٹ پانی کی کمی واقع ہو چکی ہے۔“

وادی کشمیر میں آنے والے لمبیوں میں خشک سالی کا پاکستان کے کسانوں پر اثر انداز ہونا لازمی ہے۔ ویسے بھی پاکستان کی طرف بہنے والے دریاؤں کے مراکز، یعنی جموں و کشمیر میں موجود پانی کے ذخائر پچھلے ۲۰ برسوں میں خطرناک حد تک سکڑ چکے ہیں۔ سری نگر کے نواح میں بڑی نمیل، میر گند، شالہ بوگ، ہوکسر اور شمالی کشمیر میں حتیٰ کام کے پانی کے ذخائر تو خشک ہو چکے ہیں۔ ان کے بیش تر حصوں پر تجاذبات قائم ہیں۔ سوپر میں تحصیل کے پاس مسلم پیر بوگ، جو شہر کے اندر پانی کی ایک جھیل تھی، اس پر اب ایک پررونق شاپنگ مال کھڑا ہے۔ کشمیر میں کوئی ایسا ندی نالہ نہیں ہے، جس میں پچھلے ۲۰ برسوں میں پانی کی مقدار کم نہ ہوئی ہو۔ چند سال قبل ایکشن ایڈ کے ایک سروے میں بتایا گیا کہ: ”اکثر جگہ پانی کی سطح ایک تہائی رہ گئی ہے اور چند میں تو نصف ریکارڈ

کی گئی۔ ان ندی، نالوں کا پانی ہی جہلم، سندھ اور چناب کو بہاؤ فراہم کرتا ہے۔ علاوہ ازیں سلسلہ کوہ ہمالیہ میں گلیشیروں کے گچھے کی رفتار بھی دنیا کے دیگر علاقوں کی نسبت زیادہ ہے۔ سرحدی علاقوں میں ان کی موجودگی اور جنگلی خصائص کے باعث ان پر سرکاری رازداری کے قانون کا اطلاق ہوتا ہے، جس سے ان پر تحقیق محدود ہو جاتی ہے۔ چین کے علاقے تبت، نیپال، بھارت کی شمال مشرقی ریاستوں اور اتر اکھنڈ، نیز جموں و کشمیر وغیرہ، جو ہمالیائی خطے میں آتے ہیں، جہاں ایک اندازے کے مطابق ۱۵ ہزار گلیشیر ہیں، جو دنیا کے عظیم دریائی سلساؤں، میکانگ، برہم پترا، گنگا اور سندھ کو پانی فراہم کرتے ہیں۔ ان میں سے ۳۱۳۶ گلیشیر کشمیر کے کوہ ساروں کی پناہ میں ہیں۔ بھارت میں دریاۓ گنگا اور اس کے گلیشیر کو بچانے کے لیے بھارت کی مرکزی اور ریاستی حکومتی خاصی پ्रاعزم ہیں۔

دوسری طرف دیکھا گیا ہے کہ: 'سندھ طاس، گلیشیر کی حفاظت کو نظر انداز کیا جاتا ہے، بلکہ مذہبی یا تراویں کے نام پر ایک طرح سے ان کی پامالی کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے۔ اقتدار میں آنے کے فوراً بعد بھارتی وزیر اعظم نریندر مودی حکومت نے نہ صرف گنگا کو بچانے اور اس کی دیکھ بھال کے لیے ایک علیحدہ وزارت بھی قائم کی، بلکہ اس کام کے لیے ایک کھرب ۲۰ ارب روپے منقص کیے۔ ۲۰۰۸ء میں اتر اکھنڈ میں بی جے پی حکومت نے دریاۓ گنگا کے منبع پر ہندوؤں کے مقدس استھان گوکھ گلیشیر کو بچانے کے لیے وہاں جانے پر سخت پابندیاں عائد کر دیں، جس کی رو سے اب ہر روز صرف ۲۵۰ یا تری اور سیاح گوکھ کا درشن کر پاتے ہیں۔ اس کے بعد ہر سال روزانہ تقریباً ۲۰ ہزار یا تری کشمیر میں سندھ طاس ندیوں کے منبع کو لاہی اور تجوہ اسن گلیشیر کو روندتے ہیں۔

۵۰ سال قبل چناب کے طاس کا تقریباً ۸ ہزار مربع کلومیٹر کا علاقہ برف سے ڈھکار ہتا تھا، وہ آج گھٹ کر صرف ۳ ہزار مربع کلومیٹر رہ گیا ہے۔ پیر پنجاب پہاڑی سلسلے میں تو شاید ہی کوئی گلیشیر باقی بچا ہے۔ اسی طرح اب بی جے پی حکومت ایک اور روایت قائم کر کے پیر پنجاب کے پہاڑوں میں واقع کوثر ناگ، کی یا ترا کی بھی حوصلہ افزائی کر رہی ہے۔ پھر ایک گروہ تو آزاد کشمیر میں واقع شاردا کو بھی اس یا ترا سرکش میں شامل کرنے پر اصرار کر رہا ہے۔ پہاڑوں میں واقع صاف شفاف اور آسودگی سے پاک کوثر ناگ، پانی کا چشمہ جنوبی کشمیر میں اہر بل کی مشہور آبشار، دریاۓ دیشو اور ٹوگر کی پانی فراہم کرتا ہے بعض عاقبت ناندیش کشمیری پہنچوں کو آگ کار بنا کر ہندو فرقہ پرست قوموں،

نیز حکومت نے 'امرتاٹھ' یا ترا کی طرح 'کوثر ناگ' یا ترا چلانے کا اعلان کر دیا ہے۔ ۲۰۰۵ء میں مشہور ماہر ماحولیات پروفیسر ایم این کوں کی قیادت میں چوٹی کے ماہرین ماحولیات نے ایک رپورٹ میں کہا تھا کہ: "اگر امرناٹھ کے مقدس گپھا تک سونہ مرگ کے پاس بل تل کے راستے ہزاروں یا تریوں کی آمد و رفت کا سلسہ اس طرح جاری رہا تو ماحولیات اور گلیشیر کو ناقابل تلافی نقصان پہنچ گا"۔ لیکن اس مشورے پر کان وہرنے کے بجائے دہلی حکومت آج زیادہ سے زیادہ یا تریوں کو بال تل کے راستے ہی سے امرناٹھ پہنچ رہی ہے۔ نیشن سین گپتا کمیٹی نے ۱۹۹۶ء میں اپنی سفارشات میں یہ بھی کہا تھا کہ امرناٹھ کو ایک ماہ اور زائرین کی تعداد ایک لاکھ تک محدود کی جائے۔ لیکن حکومت نے پہلے تو یا ترا کی مدت ایک ماہ سے بڑھا کر تین ماہ کر دی اور اس کے بعد یا تریوں کی تعداد کو محدود کرنے سے انکار کر دیا۔ آئندہ برسوں میں اندازہ ہے کہ یہ تعداد ۱۰ لاکھ تک پہنچ سکتی ہے۔ یہ یا ترا، اب ایک مذہبی سمجھا کے جائے ہندوتووا غلبے کا پرچم اٹھائے کشمیر میں وارد ہوتی ہے۔ کوہاٹی گلیشیر ۱۱ مریع کلو میٹر پر پھیلا ہوا ہے۔ لذت بخش تین عشروں میں یہ ڈھانی مریع کلو میٹر تک سکڑ گیا ہے اور چند عشروں کے بعد پوری طرح پھیل چکا ہو گا۔ امرناٹھ گپھا، اسی گلیشیر کی کوھ میں واقع ہے۔ ایک اور حیرت ناک پہلو یہ بھی ہے کہ پچھلے ۳۰ برسوں سے بھارت اور پاکستان کے درمیان ولری راج یا ٹولبل آبی پراجیکٹ کے حوالے سے بات چیت کے کئی دور ہوئے، مگر شاید ہی کبھی اس جھیل کی صحبت اور تحفظ پر غور و خوض ہوا ہے۔ سوپور اور بانڈی پورہ کے درمیان واقع کئی برس قبل تک یہ ایشیا میں میٹھے پانی کی سب سے بڑی جھیل تھی۔ پاکستان اور میدانی علاقوں کے کسانوں کے لیے یہ ایک طرح کا واژہ بنا ہے۔ جنوبی کشمیر کے چشمہ دیری ناگ سے نکل کر سری نگر اور اس کے اطراف کو سیراب کر کے دریاے جہلم پوری طرح ولر میں جذب ہو جاتا ہے، اور سوپور کے نواح میں ایک بار پھر سے تازہ دم ہو کر بارہ مولا سے ہوتے ہوئے، اور یہی کے پاس لائن آف کنٹرول پارکرتا ہے۔ بھارتی ویسٹ لینڈ ڈائریکٹری میں اس جھیل کی پیمائش ۱۸۹۶ء میں مریع کلو میٹر درج ہے، سروے آف انڈیا کے نقشے میں اس کا رقبہ ۷۴۵۸ میٹر کلو میٹر دکھایا گیا ہے اور کشمیر کے مالی ریکارڈ میں اس کی پیمائش ۳۰ میٹر کلو میٹر ہے۔ جس میں ۶۰ میٹر کلو میٹر پر اب نرسیاں یا زرعی زمین ہے۔ ایک سابق مرکزوی وزیر سیف الدین سوز کے بقول: "اس کا رقبہ اب صرف ۲۳ میٹر کلو میٹر تک

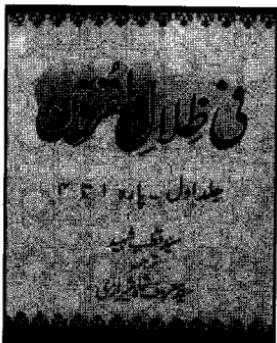
محیط ہے۔ سیلہا نئٹ تصاویر دیکھیں تو نظر آتا ہے کہ یہ جھیل بڑی حد تک سکڑ گئی ہے۔ پانی اور ماحولیاتی بربادی کی اس تصویر سے بھی زیادہ خوف ناک اور تشویش کن صورت پیدا ہو سکتی ہے، مگر اور بھی زیادہ حیرت ناک صورت حال یہ ہے کہ دونوں ملکوں نے ابھی تک قدرتی وسائل کی حفاظت کی سمت میں بات چیت کو بھی قابلِ اعتنا نہیں سمجھا ہے۔ چار سال قبل کشمیر میں آئے سیالاب نے جگانے کے لیے خطرے کی گھنٹی بھائی تھی، اور اس کے بعد گہری نیند کا سماں ہے۔

کہاوات ہے کہ پہاڑ کی جوانی اور ندیوں کی روانی وہاں کے مکینوں کے کام نہیں آتی، بلکہ اس کا فائدہ میدانوں میں رہنے والے کسانوں اور کارخانوں کو ملتا ہے، اور انھی کی بدولت شہر اور بستیاں روشن ہوتی ہیں۔ اس لیے پہاڑوں میں رہنے والے وسائل کے محافظوں کو ترقی میں حصہ دلانا لازمی ہے۔ دونوں ممالک کی یہ ذمہ داری ہے کہ سندھ طاس معابرے سے آگے بڑھ کر ماحولیاتی تبدیلی اور قدرتی وسائل کی حفاظت کی خاطر باہم مل کر کوئی مشترکہ لاجعہ عمل وضع کریں۔ کشمیر کے بعد اس ماحولیاتی تبدیلی کا سب سے زیادہ اثر پاکستانی زراعت اور پن بجلی کے منصوبوں پر پڑنے والا ہے۔ اس خطے میں ماحولیاتی تباہی کئی نسلوں کو متاثر کرے گی اور کسی دوسرے خطرے کے مقابلے میں انسانی جانوں کا کہیں زیادہ ضیاءع ہو گا۔ اس لیے یہ دیکھ کر حیرت ہوتی ہے کہ اتنے اہم معاملے پر بھارت اور پاکستان کے سفارتی حلقوں میں خاطر خواہ دل چسپی کیوں نہیں لی جا رہی؟ دونوں ممالک کے لیے ناگزیر ہے کہ وہ سندھ طاس آبی معابرے سے آگے بڑھ کر کوئی پاکے دار نظام کا وضع کریں، تاکہ کنٹرول لائن کے دونوں طرف رہنے والوں کو سیالاب اور خشک سالی جیسی آفات سے بچایا جاسکے، جب کہ اس وقت ماحولیاتی تبدیلی اور قدرتی وسائل کی حفاظت جیسے امور میں الاقوامی سفارتی گفت و شنید کا لازمی جز بن چکے ہیں۔

### ترجمان القرآن رجسٹر شمارے کی فراہمی اور اضافی اخراجات

ملک میں ڈاک کے ناقص انتظام کی وجہ سے جن احباب کو ماہنامہ عالمی ترجمان القرآن نہ ملنے کی مشکلیت ہے وہ زر سالانہ - 400 روپے کے علاوہ - 300 روپے اضافی سالانہ کے حساب سے ادا کر کے رجسٹر ڈاک کی سہولت سے استفادہ کر سکتے ہیں۔

سالانہ خریداری رجسٹر ڈاک - 700 روپے	پانچ سالانہ رجسٹر ڈاک - 3200 روپے
معاون خصوصی رجسٹر ڈاک - 1000 روپے	



سید قطب شہیدؒ کی مشہور تفسیر کا اردو ترجمہ

## تفسیر فی ظلال القرآن (6 جلدیں)

مولانا سید معروف شاہ شیرازی کی محنت کا ایسا پھل

جس سے دین حق کے متلاشی فیض پار ہے ہیں

مکمل سیٹ - 6000 روپے

اور اب



## فی ظلال الحدیث

[ جلد اول ]

[ جلد پنجم ]

[ جلد ششم ]

جدید دور کے مسائل کے مطابق

مولانا سید معروف شاہ شیرازی

فریضہ اقامت دین کو عملی زندگی میں لانے کے لیے  
ان دونوں سیٹوں کا مطالعہ ہر تحریکی کارکن کے لیے بے حد ضروری ہے

**Legal Study Of Sunnah (3 Vol) —————— Rs. 1500/-**

**An Introduction To The Study Of Quran —————— Rs. 1000/-**

**The Shape Of Basic Organs In An Islamic State — Rs. 300/-**

**Islam & The Poverty Alleviation —————— Rs. 300/-**

**A Key For The Study Of The Holy Quran —————— Rs. 200/-**

ادارہ منشورات اسلامی : بالمقابل مصوّره، ملتان روڈ، لاہور

فون نمبر: 0423 7840 584، موبائل نمبر: 208 4586 0300